شاہ ولی اللہ کی تالیفات پر ایک نظر

غلام مصطفیٰ قاسمی

(۳)

(۵) تاویل الاحادیث

سن تالیف قبل از ۱۱۵۱ھ اس رسالے کے سن تالیف کے متعلق اگرچہ مؤلف امام نے بصراحت کچھ نہیں لکھا، لیکن "الفوز الکبیر فی اصول التفسیر" میں اس کا اور قرآن مجید کے فارسی ترجمے "فتح الرحمٰن" کا ذکر ہے۔ ترجمہ "فتح الرحمٰن" ۱۱۵۱ھ میں تکمیل پذیر ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف امام نے "فتح الرحمٰن" کی تالیف کے اثناء ہی میں "تاویل الاحادیث" کو تالیف فرمایا ہے۔ گویا قرآن مجید کے ترجمے کے وقت قرآنی مطالب پر غور و خوض کرتے ہوئے قصص انبیاء کے سلسلے میں آپ پر جن علوم اور اسرار کا انکشاف ہوتا گیا ان کو آپ قلم بند فرماتے گئے۔

"الفوز الکبیر" کی عبارت ملاحظہ ہو۔

> (ترجمہ) علم تفسیر کے ان وہبی علوم میں سے جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا، انبیاء علیہم السلام کے قصوں کی تاویل بھی ہے۔ فقیر نے اس فن میں ایک رسالہ تاویل الاحادیث کے نام سے تالیف کیا ہے۔ الخ

"تاویل الاحادیث" کس علمی پایہ کا رسالہ ہے، اس کا اندازہ آپ کو ولی اللہی فلسفے کے عظیم شارح علامہ استاذ عبیداللہ سندھیؒ کی مندرجہ ذیل تحریر سے ہوگا۔ استاذ مرحوم فرماتے ہیں۔ "مذکورہ سابق مقصد قرآنی کو ہم شاہ ولی اللہ کی حکمت کی اساس مانتے ہیں۔ جب کبھی ہم فلسفہ ولی اللہی کہیں گے تو اس سے یہی مراد ہوگا۔ اس فلسفہ کی تاریخ ارتقائے دنیا کی تکوینی ترقی کے ساتھ ساتھ "تاویل الاحادیث" میں ملے گی آدم علیہ السلام کے زمانے میں جو شرائع مقرر تھے، وہ اسی فلسفے کے ماتحت تھے۔ اور اس زمانے کی

ضرورتوں کو پورا کرتے تھے۔ جس قدر انسانیت ترقی کرتی گئی، اسی قدر اس فلسفہ کی تفریعات میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ ابراہیم علیہ السلام سے پہلا دور (یعنی حنیفیت سے پیشتر کا دور) صابئین کا ہے۔ "تاویل الاحادیث" میں اس دور کی (جس میں آدم، ادریس و نوح تا قبل ابراہیم علیہ السلام داخل ہیں۔) پوری تشریح ملے گی۔ ادریس علیہ السلام ہی طبعیات، ریاضیات، الہیات کے بانی سمجھے جاتے تھے حکمت کے ان اقسام کا مرکز بدلتا رہا۔ کبھی ہند کبھی ایران، کبھی یونان، اس کے بعد ابراہیمی دور آئے گا۔ حنفاء اسی فلسفے کی شکل کو دوسرے رنگ میں بدل دیں گے۔ اس تبدیلی کے اسباب کیا تھے؟ اور تبدیلی کس شکل میں ہوئی؛ اس کی تفصیل "تاویل الاحادیث" میں ملے گی۔ تاویل الاحادیث میں ابراہیم علیہ السلام سے لے کر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کی زندگی کو تدریجی ترقی کے اصول سے موجہ بنایا گیا ہے[1]۔

شیخ اکبر محی الدین بن عربی (متوفی ۶۳۸ھ) نے اس موضوع پر اگرچہ فصوص الحکم جیسی مشہور زمانہ تالیف چھوڑی ہے، لیکن اس کو قرآن مجید کے قصص انبیاء سے کم تعلق ہے کیوں کہ شیخ اکبر کا اصل مقصد اپنی اس تالیف سے قصص قرآنی کی تاویل اور وضاحت نہ تھی وہ تو خصوص کے ذریعہ اپنے مذہب وحدت وجودی کی اشاعت او تایید چاہتے تھے اور اس میں اتنا انہماک رکھتے تھے کہ بقول ڈاکٹر عفیفی "ابن عربی کا آیات کے تاویل کا طریقہ کبھی کبھی کج روی سے خالی نہیں ہوتا، خاص طور پر جب وہ لفظی حیلوں سے ان معانی کی طرف جانا چاہتے ہیں، جن کا وہ خود ارادہ کرتے ہیں"

لیکن رسالہ تاویل الاحادیث آپ کو اس تکلف سے مبرا نظر آئے گا۔ شیخ اکبر محی الدین بن عربی نے "فصوص الحکم" میں قصص قرآن کے ضمن میں اپنے مذہب وحدت وجودی کو انتہائی شکل میں پیش کیا ہے اور اس کے لئے جن مصادر سے بھی ان کو مدد لینا پڑی ان سے مدد لے کر انہوں نے اپنی مصطلحات صوفیہ وضع کی ہیں۔ اور وہ مصادر یہ ہیں۔ قرآن، حدیث، علم کلام، فلسفہ مشائیہ، فلسفہ نوفلاطونیہ عنوصیہ مسیحیہ، رواقیہ اور فلسفہ فیلون یہودی۔ اسی طرح انہوں نے اسماعیلیہ باطنیہ، قرامطہ اخوان الصفا اور قدیم صوفیائے اسلام کی مصطلحات سے بھی فائدہ حاصل کیا ہے،

لیکن شیخ اکبر لکیر کے فقیر نہ تھے کہ وہ ان مصطلحات کو جن معنوں میں کہ وہ استعمال ہوئی تھیں،

---

[1] الفرقان شاہ ولی اللہ نمبر ص ۲۵۹

انہی معنوں میں ویسے ہی مان لیتے انہوں نے ان مصطلحات کو ایک خاص رنگ میں ڈھالا' اور ہر ایک اصطلاح کو ایسے معنی پہنائے جو ان کے مذہب وحدۃ وجود سے اتفاق رکھتے ہوں۔ اس طرح انہوں نے تصوف کے ادب کو مصطلحات اور الفاظ کا ایک نیا ذخیرہ دیا۔ فصوص الحکم نہ صرف ان مصطلحات پر حاوی ہے بلکہ وحدت وجود اور اس سے جو مسائل متبنط ہوتے ہیں نیز ان کے استنباط میں انہوں نے جو مخصوص کلامی مسلک اختیار کیا ان سب پر بھی مشتمل ہے۔ یہ بات ان کی کسی دوسری تالیف میں نہیں پائی جاتی۔ ؎۱

یقیناً شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے بھی اس رسالہ میں قدیم مصطلحات سے استفادہ کیا ہے اور ان کو نئے معنی پہنائے ہیں۔ اور کہیں اپنی طرف سے بھی مقصد کی توضیح کے لئے مصطلحات کا اختراع کیا ہے لیکن اس رسالے میں وہ تعقید نہیں پائی جاتی جو فصوص الحکم میں ہے۔ حیات ولی اور نزہتہ الخواطر کے مؤلفین کی اس رسالہ کے متعلق جو رائے ہے وہ یہاں پیش کی جاتی ہے۔

حیات ولی کے مؤلف فرماتے ہیں۔ اس کتاب (تاویل الاحادیث) میں جناب شاہ صاحبؒ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک تک کے ان تمام انبیاء علیہم السلام کے قصص بیان کئے ہیں، جن کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے، اور اس کے ساتھ ہی ان حوادثات کے وجوہ بطریق رموز بیان کئے ہیں جو انہیں پیش آئے۔ بالغ نظر میں اس کتاب کو دیکھ کر شاہ صاحب کے تبحر کا پورا پورا اندازہ کر سکتی ہیں۔ ؎۲

نزہتہ الخواطر کے مؤلف فرماتے ہیں:-

"تاویل الاحادیث" رسالۃ نفیسۃ	تاویل الاحادیث تالیف شاہ ولی اللہ عربی میں ایک
لہ بالعربیۃ فی توجیہ قصص الانبیاءؑ	پاکیزہ رسالہ ہے، جس کا موضوع ہے انبیاء علیہم السلام
علیہم السلام وبیان مبادیھا	کے قصے اور ان کے مبادی واصول جن کا مصدر ومنشاء
التی نشأت من استعداد النبی	نبی کی استعداد اس کی قوم کی قابلیت اور وہ تدبیر

؎۱ حیات ولی ص ۵۵۶ مطبوعہ سلفیہ

؎۲ نزہتہ الخواطر ج ۵ ص ۴۰۷ طبع دائرۃ المعارف العثمانیہ

وقابلیتہ قومہ، ومن التدبیر الذی ہے جس کا حکمت الہیہ نے ان کے دور میں
دبرتہ الحکمۃ الالھیۃ فی زمانہ اہتمام فرمایا۔

یہ کتاب پہلی بار سید احمد ولی اللہی نبیرہ شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کی کوشش سے مطبع احمدی دہلی میں اردو ترجمے کے ساتھ چھپی تھی۔ ایک کالم میں عربی متن اور دوسرے کالم میں اردو ترجمہ تھا۔ یہ ترجمہ لفظی ہے جس سے اس علمی کتاب کی پوری پوری ترجمانی نہیں ہو سکتی۔ یہ مطبوعہ نسخہ بھی اب ناپید ہے۔ اور کہیں کہیں علمی کتب خانوں میں پایا جاتا ہے۔

شاہ ولی اللہ اکیڈمی حیدرآباد کی طرف سے حال ہی میں یہ علمی کتاب خوبصورت عربی مصری ٹائپ میں تحقیقی حواشی اور مبسوط مقدمہ کے ساتھ چھپی ہے۔ حسن اتفاق سے اس کا ایک قدیم مخطوطہ بھی ہاتھ آگیا تھا۔ اس کے کاتب شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے ایک شاگرد حافظ محمد نوشہ صاحبؒ ہیں۔ شروع صفحہ کے حاشیہ پر کاتب کی طرف سے یہ عبارت نوشتہ ہے۔

" نسخہ ہذا مسمی بتاویل الاحادیث تمام شد بتاریخ ۳ ماہ ذی الحجہ یوم الجمعۃ بید اضعف العباد
حافظ محمد نوشہ عفی عنہ ۱۲۵۲ھ قدسی "

مخطوطے پر حافظ محمد نوشہ صاحب کی مہر بھی ثبت ہے، جس پر محمد نوشہ ۱۲ھ کندہ ہے یہ نایاب قلمی نسخہ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب عمرپوری ملتانی حال خطیب جامع مسجد بیکانیری دروازہ بہاولپور کے ذاتی کتب خانہ کا مملوکہ ہے، اور مولانا محمد عبداللہ صاحب نے عاریتہً ہمیں عنایت فرمایا تھا۔ مخطوطہ نستعلیق میں ہے اور خط عمدہ ہے۔

تاویل الاحادیث کا یہ قلمی نسخہ مولانا محمد عبداللہ صاحب عمرپوری کو مولوی عبدالعزیز صاحب فرزند ارجمند مولوی فیض احمد صاحب غوری تحصیلدار ساکن بہاولپور سے ملا۔ مولوی فیض احمد صاحب، صاحب نسخہ کے خلف رشید ہیں۔

صاحب نسخہ حضرت مولانا الحاج حافظ عبدالمجید محمد نوشہ (خلف الصدق مولانا نور نبی غوری ٹونکی) حضرت مولانا بہادر علی ٹونکی کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں۔ مولانا بہادر علی صاحب کا نقش خاتم "ہست زیارانِ نبی بہادر علی" ہے۔ اور وہ حضرت سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد رشید ہیں۔

مولانا عبدالمجید بن لندنی غوری ٹونکی بہاولپوری اپنے فضل و کمال کی بدولت نواب ٹونک کے داماد بنے اسی بناء پر محمد نوشہ کا لقب ملا۔ مولانا عبدالمجید کافی عرصہ حرمین شریفین کی اقامت سے فیض یاب ہوئے اس مدت میں وہ حرمین شریفین کے علماء کرام کے حلقۂ درس میں شامل ہو کر ان کے فیوضات علمی سے بہرہ ور ہوتے رہے۔

تاویل الاحادیث کا یہ قلمی نسخہ مولانا محمد نوشہؒ کا تحریر شدہ ہے۔ اگرچہ مولانا محمد نوشہؒ کی دوسری تحریر شدہ کتابیں اور مسودات اس طرح صاف خط میں نہیں۔ تاہم اس کا طرز تحریر ان سے مختلف نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے لئے اعلیٰ کاغذ کی بہم رسانی اور صفائی خط کا خاص اہتمام کیا گیا ہے، اسی وجہ سے ان کی دوسری تمام تحریرات کے برعکس اس کتاب کے اوّل صفحہ کی پیشانی پر مہر ثبت ہے صاحب نسخہ کے متعلق جملہ معلومات ہمیں حضرت مولانا عبداللہ صاحب عمر پوری خطیب جامع مسجد بیکانیری دروازہ بہاولپور سے حاصل ہوئیں۔ تاویل الاحادیث کے مطبوعہ اور مخطوطہ نسخوں میں کہیں کہیں تو کافی فرق پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر آخری تاویل میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے حوادث کا ذکر کرتے ہوئے مولف امام جب انشقاق قمر کا ذکر فرماتے ہیں تو کتاب کے مطبوعہ نسخے میں پوری ایک سطر غائب ہے، جو یہ ہے" قال بعض من لہ معرفۃ بعلم الاثر والحکمۃ الطبیعۃ کان "۔ اس کے بعد کی عبارت کا یہ مطلب ہے کہ چاند کے شق ہونے کا واقعہ قلیلۃ الوقوع ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے قرب قیامت کے لئے علامت بنایا ہے وغیرہ۔ اس پر علمائے فرنگی محلی کی طرف سے اعتراضات کئے گئے ہیں اور جوابی رسالے بھی شائع ہو چکے ہیں۔ علامہ کوثریؒ نے بھی اس پر اعتراض کیا ہے۔ اس قسم کی عبارت تفہیمات ج ۲ میں بھی موجود ہے، لیکن تاویل الاحادیث کے مخطوطہ نسخے میں مذکورہ سطر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تحقیق شاہ صاحب کی اپنی نہیں ہے بلکہ کسی دوسرے اہل علم کی تحقیق ہے جو کہ منقول اور معقول دونوں میں معرفت اور مہارت رکھتے ہیں۔

مخطوطہ اور مطبوعہ نسخوں میں اس قسم کے کئی اختلافات ہیں، جن سب کو اکیڈمی کے مطبوعہ نسخہ تاویل الاحادیث کے حواشی میں تحریر کر دیا گیا ہے، گویا اکیڈمی کا شائع کردہ یہ نسخہ کتاب کے مطبوعہ اور مخطوطہ نسخوں کو سامنے رکھ کر مرتب کیا گیا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ نہایت کارآمد ثابت ہوگا۔

کتبِ حدیث وعلومِ حدیث

(۶) مصفّٰی فی احادیث الموطا۔ فارسی

شاہ صاحبؒ نے موطا امام مالک کی یہ نادر روزگار فارسی شرح کب تالیف فرمائی۔ اس کا واضح جواب بھی ہمیں مصنف علام کی کسی تحریر سے بصراحت نہیں ملتا۔ البتہ اس شرح کے مقدمہ کی ایک عبارت سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حرمین سے واپسی کے بعد آپ نے یہ شرح لکھنا شروع فرمائی۔[۱]

مصفّٰی کے مقدمہ میں شاہ صاحب ایک جگہ امام مالکؒ اور ان کی کتاب موطا کے فضائل بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

بالجملہ ملاحظہ ایں امور شوق روایتہ مؤطا اولاً وشرح آں ثانیاً پیدا کرد۔

خلاصہ یہ کہ ان فضائل کو دیکھ کر یہ شوق پیدا ہوا کہ پہلے موطا کی روایت حاصل کی جائے اور پھر اس کی شرح لکھی جائے۔

مقدمہ کے آخر میں آپ نے حرمین کے ان مختلف اساتذہ حدیث کے نام دیئے ہیں جن سے آپ نے موطا کی روایت کو حاصل کیا۔ اور آخر میں موطا کی روایت کی ایک اسناد پر اکتفا کر کے اس کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ اسناد سب کے سماع سے مسلسل ہے یعنی اسناد کے جملہ راویوں نے اپنے شیخ سے اس کتاب کو سنا اور ان کے روبرو اسے پڑھا ہے۔ شاہ صاحبؒ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

باید دانست کہ ایں فقیر کتاب موطا روایت کردہ است از شیخ ابو طاہر مدنی و شیخ تاج الدین قلعی و سید عمر بن احمد عقیل ابن بنت شیخ عبداللہ بن سالم البصری ثم المکی بسماع بعض و اجازۃ باقی بعد ازاں بر شیخ وفد اللہ المغربی المکی المولد والمنشأ ہمہ آں خواند و اینجا بر ہمیں اسناد اکتفا می کند کہ

جاننا چاہیئے کہ اس فقیر شاہ ولی اللہ نے موطا کتاب کی روایت کی ہے۔ شیخ ابو طاہر مدنی، شیخ تاج الدین قلعی، سید عمر بن احمد عقیل سے جو کہ شیخ عبداللہ بن سالم بصری مکی کے نواسے ہیں۔ کتاب کے بعض حصے کو سنا اور باقی کی اجازت حاصل ہوئی اس کے بعد پوری کتاب کو شیخ وفد اللہ مغربی الاصل اور مولد ومنشا کے لحاظ سے

مسلسل است بسماع جمیع۔

مکی کے روبرو پڑھا۔ یہاں اسی ایک اسناد پر اکتفا کی جاتی ہے جو کہ جمیع راویوں کے سماع سے مسلسل ہے۔

مقدمہ کی مذکورہ عبارات سے اتنا تو واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ شاہ صاحب نے حرمین سے واپسی کے بعد اس شرح کو تالیف فرمایا ہے اور ویسے بھی شاہ صاحب حرمین شریفین جانے سے پہلے زیادہ تر درس و تدریس اور کتب بینی میں مشغول رہے، تصنیف و تالیف کا باقاعدہ سلسلہ حرمین سے واپسی کے بعد ہی آپ نے شروع فرمایا۔

قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ہی شاہ صاحبؒ حرمین سے واپس تشریف لائے اور کتب حدیث میں سے موطا کی طرف آپ نے زیادہ توجہ فرمائی تو آپ نے اس کی شرح لکھنا بھی شروع کر دی۔ آپ کے ایک خاص تلمیذ اور سفر و حضر کے رفیق شاہ محمد عاشق صاحب کی ایک تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رضی اللہ عنہ نے مصفی شرح موطا کے سودہ کو اختتام تک تو پہنچایا، لیکن وہ دوسرے مشاغل کی وجہ سے ان سودات کی ترتیب اور تہذیب کی طرف توجہ نہ کر سکے اور ایک مدت تک یہ کتاب غیر مرتب ہی رہی، اگرچہ اس کام کی طرف آپ کا دل برابر مائل تھا لیکن فرصت کی کوئی صورت نہ نکل سکی۔ یہاں تک کہ آپ کی روح پر فتوح نے ملاء اعلیٰ کی طرف پرواز فرمایا۔ جب یہ واقعہ پیش آیا تو آپ کے عقیدتمندوں میں سے کسی کو یہ ہوش نہ رہی کہ ان اوراق کی تلاش کرے، آخر الامر پانچ چھ ماہ کی مدت گذرنے کے بعد ایک صالح نے حضرت کو خواب میں دیکھا کہ آپ گویا یہ فرما رہے تھے کہ میں موطا کے ترجمہ کی طرف بہت اشتیاق رکھتا ہوں اور آپ اس میں شغف ظاہر فرما رہے تھے۔ اس صالح دوست نے شاہ محمد عاشق کو یہ خوشخبری سنائی شاہ محمد عاشقؒ فرماتے ہیں کہ اس وقت سے ان سودات کی ترتیب اور تبییض کی طرف دل میں ایک پریشان کن شغف پیدا ہوا اور حضرت شاہ صاحبؒ کے ایک تلمیذ خاص اور خصوصی محرم حافظ قرآن خواجہ محمد امین ولی اللہی سے اس شوق کو بیان کیا، وہ ان سودات کو نکال کر، کتاب مسوی کو سامنے رکھ کر ترتیب اور تبییض میں لگ گئے اور ایک مدت تک انہوں نے بڑی کوشش فرمائی تب جا کر کتاب حسن انتظام سے آراستہ ہوئی اور اٹھارہ شوال بروز یک شنبہ ۱۱۷۷ھ میں مرتب اور مہذب

ہوئی۔ والحمد للہ علی ذٰلک۔

شاہ محمد عاشق کی اصل عبارت بھی یہاں تبرکاً نقل کی جاتی ہے، یہ عبارت ہمیں مصفیٰ شرح موطا مطبوعہ قدیم فاروقی پریس کے آخری صفحہ پر نظر آئی۔

خلاصہ تحریر مولوی محمد عاشق صاحب تلمیذ مصنف

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد فقیر محمد عاشق بر ضمیر صفا پذیر طالبان صادق واضح میگرداند کہ چوں ایں کتاب مصفیٰ شرح موطا امام مالک از قلم فیض رقم حجت اللہ حضرت شاہ ولی اللہ عنہ وارضاہ بہ تسوید رسید بسبب اشتغال باشغال دیگر توجہ بہ ترتیب وتہذیب آں سودات مبذول نشد ومدتی غیر مرتب ماند ہر چند گوشۂ خاطر مبارک بانطرف ہمیشہ مصروف بود لیکن صورت نمی گرفت تا آنکہ روح پر فتوح ایشاں بملاء اعلیٰ پرواز فرمود وچوں ایں واقعہ رو نمود کسی را از عقیدتمنداں ہوش نماند کہ بتفحص آں اوراق پرداز د تا بعد مدت پنج یا شش ماہ حالی حضرت ایشاں را در خواب دید کہ گویا میفرمایند بہ ترجمہ موطا شوق بسیار دارم واظہار شغف بآں میفرمایند العزیز نزد کاتب حروف آں بشریٰ را بیان نمود از ہماں وقت شغفی معلق بہ ترتیب وتبییض آں سودات بخاطرم افتاد ونزد حافظ کلام رب العالمین خواجہ محمد امین ولی اللہی کہ تلمیذ خاص ومحرم با اختصاص جناب حضرت ایشاں بود شغف خود را اظہار نمودم ایشاں را سودات را بیروں آوردہ کتاب سوی را پیش روی نہادہ ترتیب وتبییض گرفتند ومدتی جہد بلیغ نمودہ تا حسن انتظام یافت وتا من عشرہ شوال یوم الاحد عند رابعۃ النہار ۱۱۷۹ تسع وسبعین بعد الالف والمائۃ مرتب ومہذب گردید الحمد للہ علی ذٰلک حمداً کثیراً۔

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحبؒ اپنی زندگی میں مصفیٰ کو مرتب نہ فرما سکے اور دوسری یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ موطا کی عربی شرح سوی جو کہ نہایت مختصر ہے آپ نے مصفیٰ سے پہلے تصنیف فرمائی۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصر طور پر شاہ صاحبؒ کے الفاظ میں ان عوامل اور محرکات

کا بھی ذکر کیا جائے جن کی وجہ سے آپ نے کتب حدیث میں سے موطا امام مالک کو انتخاب فرمایا۔

مصفی شرح موطا کے مقدمہ میں حمد اور درود کے بعد شاہ صاحب رقمطراز ہیں!

میگوید فقیر رحمۃ اللہ الکریم ولی اللہ بن
عبدالکریم العمری نسباً الدہلوی وطناً این
فقیر را مدتی بسبب اختلاف مذاہب
فقہا وکثرت احزاب علماء وکشیدن
ہر کسی بجانبی تشویش روی داد زیرا کہ تعیین
طریقی برائے عمل ضروریست وتعیین بغیر
ترجیح سفسطہ ووجوہ ترجیح بسیار واقوام
را در تقریر وجوہ ترجیح اجمالاً وتفصیلاً
اختلاف فاحش پس ہر جانب دست و
پا زد وفائدہ نہ دید واز ہر کسی استعانتی
نمود حاصلی بدست نیامد بعد ازاں بتضرع
تمام بحضرت باری جل مجدہ متوجہ شد
لئن لم یہدنی ربی لاکونن من القوم
الضالین، انی وجہت وجہی للذی فطر السموات
والارض حنیفا وما انا من المشرکین پس اشارہ
بکتاب موطا کہ تالیف امام ہمام حجۃ الاسلام
مالک بن انس است رفت الخ [1]

خدائے کریم کی رحمت کا محتاج ولی اللہ بن
عبدالرحیم جو نسباً العمری اور وطناً دہلوی
ہے، کہتا ہے کہ مذاہب فقہا میں اختلاف
اور اس کی وجہ سے علماء کے جو بکثرت گروہ
بن گئے ہیں کہ ان کے میں سے ہر ایک ایک
جانب کھینچتا ہے، اس صورت حال سے
میرے دل کو بڑی تشویش ہوئی اور یہ اس
لئے کہ عمل کے لئے ایک طریقے کا تعیین
ضروری ہے اور یہ تعیین ترجیح کے بغیر
صحیح نہیں ہے اور ترجیح کے وجوہ مختلف
ہیں۔ اور اس بارے میں علماء میں اجمالی
بھی اور تفصیلاً بھی بڑا اختلاف ہے۔
چنانچہ میں نے دائیں بائیں بہت ہاتھ
پاؤں مارے لیکن بے کار، اور ہر ایک سے
مدد چاہی، پر بے نتیجہ۔ پھر میں بڑے
خشوع اور خضوع کے ساتھ باری تعالیٰ
کی طرف متوجہ ہوا۔ اگر میرا رب مجھے
ہدایت نہ دیتا، تو یقیناً میں گمراہ لوگوں
میں سے ہوتا۔ میں نے دوسروں سے

---

[1] مقدمہ مصفی شرح موطا فارسی، طبع فاروقی

منہ موڑ کر اپنا منہ اس ذات کی طرف کیا جس
نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں
مشرکوں میں سے نہیں ہوں اس پر مجھے
(بذریعہ الہام) امام عظیم حجۃ الاسلام
مالک بن انس کی کتاب موطا کی طرف اشارہ
ہوا۔ الخ

محولا بالا عبارت سے شاہ صاحبؒ کا موطا امام مالک کی شروح لکھنے کا اصل محرک واضح ہوجاتا ہے۔ شاہ صاحب نے جس طرح قرآن مجید کی تعلیم میں ایک جدت فرمائی اور قرآن مجید کو مختلف تفاسیر سے الگ رکھتے ہوئے اس کا ترجمہ پڑھانا شروع کیا اور اس کے لئے کچھ اصول مقرر فرمائے جن کو آپ نے اپنی بیش بہا تالیف الفوز الکبیر فارسی میں جمع کر دیا ہے۔ اسی طرح علم حدیث کی تعلیم میں بھی ان کا مسلک عام علماء سے ممتاز و منفرد ہے۔ شاہ صاحب سے پہلے برصغیر ہند و پاکستان میں حدیث میں سب سے پہلے مشکوٰۃ پڑھتے تھے اور اس کی وضاحت اور شرح کے سلسلہ میں شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی کی دو شرحوں لمعات اور اشعۃ اللمعات کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ پہلی شرح عربی میں ہے اور دوسری فارسی میں شاہ صاحبؒ نے اپنے دور میں اس طریقہ تعلیم میں یہ تجدید فرمائی کہ موطا کے درس کو مشکوٰۃ پر مقدم رکھا۔ اس طرح بقول علامہ استاذ عبیداللہ سندھیؒ جب کوئی شاگرد شاہ صاحبؒ کے طریقہ تعلیم پر عمل کرے گا تو اس کے سامنے دو کتابیں باقی تمام کتب پر مقدم رہیں گی۔ ایک قرآن مجید اور دوسری موطا امام مالک۔ جب موطا اور دوسری کتب حدیث کی ترجیح اور تقدیم میں اختلاف پیدا ہوا تو کتب حدیث کی تصحیح اور طبقات کی ترتیب میں بھی شاہ صاحب کے طریقہ کا دوسروں سے مختلف ہونا لابدی ہے۔ اکثر علماء جو کہ صحیح بخاری کو جملہ کتب حدیث پر ترجیح دیتے ہیں، ان کے ہاں کتب احادیث کا پہلا طبقہ بخاری اور صحیح مسلم ہوگا اور دوسرا طبقہ وہ ہے جو کہ ان دونوں کے شروط پر ہے اور تیسرا طبقہ کتب سنن جیسے سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی ہے۔

اس سے یہ متفرع ہوا کہ اگر کسی حدیث کے متعلق محدث حاکم یہ کہے کہ یہ حدیث شیخین۔ بخاری اور مسلم کے شروط پر ہے تو اس کو ایسی حدیث پر مقدم رکھا جائے گا جس کو امام ابوداؤد نے روایت

کیا۔ اور اس پر خاموشی اختیار فرمائی۔ یعنی صحت اور سقم کے متعلق کوئی رائے پیش نہیں کی۔ اسی طرح کتب غریب جیسے صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ اور منتقی ابن الجارود میں اگر کوئی حدیث بخاری اور مسلم کے شروط پر ہوگی تو وہ سنن ابی داود کی حدیث پر ترجیح پائے گی۔

ہمارے ان علماء کا یہ دستور رہا کہ انہوں نے تصحیح احادیث کے سلسلے میں رجال کی توثیق پر کفایت کی اور مسلمانوں کے عمل و تعامل کو درخور اعتناء سمجھا گیا۔ اہل علم کی اس صنف کو ہمارے استاذ علامہ عبیداللہ سندھیؒ شیخ ابوطاہر مدنی کی پیروی میں ورّاقی (ورق گردانی کرنے والے) محدث کہتے تھے۔

علامہ استاذ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ متاخرین میں سے شیخ جلال الدین سیوطی اور ان کے اتباع جیسے شیخ علی متقی اور شیخ عبدالحق صاحب دہلوی کی بھی یہی رائے تھی بلکہ شیخ عبدالحق تو سرے سے طبقات احادیث کی ترتیب کے قائل ہی نہیں اور وہ کسی غریب کتاب کی حدیث کو جس کی اسناد رجال شیخین۔ بخاری ومسلم۔ کے رجال ہوں، شیخین کی حدیث کے برابر سمجھتے ہیں۔ یا اس پر ترجیح بھی دیتے ہیں۔ اور شیخ عبدالحق صاحبؒ اس مسئلہ میں شیخ کمال الدین ابن الہمام مجتہد کے پیرو کار نظر آتے ہیں۔

شیخ عبدالحق کا یہ مسلک سرزمین پاک و ہند میں ان کے بعد بڑا مشہور ہوا اس میں شک نہیں کہ ابن ہمام بڑے پائے کے لوگوں میں سے ہیں لیکن اس بارے میں انہوں نے بھی غلطی کی ہے۔

شاہ صاحب نے اپنے مسلک کے مطابق حجۃ اللہ البالغہ میں طبقات کتب حدیث پر جو تحقیق فرمائی ہے، وہ ہم کو ان علماء کی تالیفات میں بھی نظر نہیں آتی جو موطا کو جملہ کتب حدیث پر مقدم رکھتے ہیں شاہ صاحبؒ کے ہمنوا ہیں جیسے قاضی عیاض، ابن عیاض، ابوبکر ابن العربی المالکی، حافظ مغلطائی حنفی۔

حضرت امام دارالہجرۃ سے ان کے زمانے میں تقریباً ایک ہزار شاگردوں نے موطا کو سن کر جمع کیا تھا۔ اس لئے ان روایات کی بناء پر اس کے متعدد نسخے مروج ہو گئے۔ فقہاء و محدثین اور صوفیاء، امراء، اور خلفاء نے بھی امام مالکؒ سے تبرکاً موطا کی سند حاصل کی۔ سراج الہند شاہ عبدالعزیز صاحبؒ فرماتے ہیں۔ آج کل ملک عرب میں ان کثیر نسخوں میں سے چند نسخے پائے جاتے ہیں۔ پہلا نسخہ جس کا سب سے زیادہ رواج اور جو سب سے زیادہ مشہور ہے، اور گروہ علماء کا مخدوم بھی یہی نسخہ ہے وہ یحیٰی بن یحیٰی مصمودی اندلسی کا نسخہ ہے۔ چنانچہ جب مطلق یعنی بلا کسی قید کے موطا کہا جاتا ہے۔ تو فوراً اسی کی طرف ذہن جاتا ہے اور اسی پر منطبق و چسپاں ہوتا ہے۔

یحییٰ بن یحییٰ مصمودی نے حضرت امام عالی مقام کی زیارت اور ان سے استفادہ کی سعادت حاصل کرنے سے قبل قرطبہ میں زیاد بن عبدالرحمٰن سے تمام موطا کی سند حاصل کی تھی۔ اس کے بعد ان کو مزید علم حاصل کرنے کا شوق دامنگیر ہوا۔ چنانچہ بیس برس کی عمر میں انہوں نے مشرق کا سفر اختیار کیا۔ اور مدینۃ الرسول پہنچکر اس میں امام مالکؒ سے موطا کو سنا۔

۱۷۹ھ میں جوکہ امام مالکؒ کی وفات کا سال ہے، ان کی امام سے ملاقات ہوئی۔ امام کی وفات کے وقت یہ وہاں موجود تھے۔ ان کی تجہیز و تکفین کی خدمت ان کو نصیب ہوئی انہوں نے عبداللہ بن وہب سے جو امام مالکؒ کے جلیل القدر شاگردوں میں سے ہیں، ان کے مرتب کردہ موطا اور جامع کو روایت کیا ہے اس کے علاوہ امام مالک کے اصحاب میں سے ایک جماعت کثیرہ سے موصوف ملے اور ان سے علم حاصل کیا حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے لکھا ہے کہ حضرت امام مالکؒ نے یحییٰ بن یحییٰ کو عاقل کے خطاب سے سرافراز فرمایا تھا۔ اور پھر ایک حکایت لطیفے کے طور پر نقل فرمائی ہے جو ہم بھی یہاں نقل کرتے ہیں۔

ایک دن عیسیٰ بن دینار (امام مالک کے جلیل القدر شاگرد) امام مالک کی خدمت میں حاضر تھے اور ان سے استفادہ فرمارہے تھے۔ ان کے علاوہ اور اشخاص بھی فیض یاب ہو رہے تھے کہ دفعتہً ہاتھی کے آنے کا شور و غل ہوا۔ اب عرب میں ہاتھی کو نہایت تعجب سے دیکھا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے بعض عرب کے رہنے والے ہاتھی کے دیکھنے کو فخریہ بیان کر کے مبارکبادی کے خواستگار ہوتے ہیں جیسا کہ ابو الشمقمق کے ان دو شعروں سے ظاہر ہوتا ہے۔

یا قوم انی رأیت الفیل بعدکم فبارک اللہ لی فی رؤیتہ الفیل
رأیتہ ولہ شیئ یحرکہ فکدت امنع شیئاً فی السراویل

(ترجمہ) اے میری قوم! میں نے تمہارے بعد ہاتھی کو دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ہاتھی کے دیکھنے میں میرے لئے برکت فرمائے۔ وہ اپنی کسی چیز (یعنی سونڈ) کو حرکت دے رہا تھا جب میں نے اس کو دیکھا تو ڈر گیا اور قریب تھا کہ میں اپنے پائجامہ میں کچھ کر دوں۔

غرض جب ہاتھی کے آنے کا شور و غل ہوا تو امام مالکؒ کی جماعت کے اکثر افراد امام کو چھوڑ کر ہاتھی دیکھنے کو دوڑ پڑے۔ مگر یحییٰ بن یحییٰ اپنی اسی ہیئت و حالت میں بیٹھے فیض حاصل کرنے میں مشغول رہے اور نہ تو کسی قسم کے اضطراب کا اظہار کیا اور نہ ان سے کوئی بے ساختہ حرکت سرزد ہوئی۔ امام مالکؒ

اس وقت سے ان کو عاقل کے خطاب کے ساتھ مخاطب فرماتے تھے ابن بشکوال نے بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ مستجاب الدعوات تھے۔ وضع و لباس اور ہیئت ظاہری اور نشست و برخاست میں بھی حضرت امام مالکؒ کا اتباع فرماتے تھے۔ جو کچھ امام مالک سے سنا تھا، اس کے مطابق فتویٰ دیتے تھے اور امام مالک کے خلاف جانا پسند نہ فرماتے تھے۔ اگرچہ اس وقت لوگوں میں ایک فقہی مذہب کی تقلید راسخ نہ ہوئی تھی نہ عوام میں نہ خواص میں۔ گو یحییٰ بن یحییٰ نے ہر مسئلہ میں امام مالک کے مذہب کو اختیار کیا ہے لیکن چار مسئلوں میں وہ لیث بن سعد مصری کے مذہب کو اختیار فرماتے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے ان چاروں مسائل کی اپنی کتاب بستان المحدثین میں تصریح فرمائی ہے۔

یحییٰ کی وفات ماہ رجب المرجب ۲۳۴ھ واقع ہوئی۔ ان کی عمر بیاسی برس کی ہوئی۔ قرطبہ میں ان کی قبر ہے۔

سراج الہند شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ المشائخ پیشوائے علمائے راسخین شاہ ولی اللہ دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز نے اس موطا کی جو بروایت یحییٰ بن یحییٰ لیثی ہے، دو شرحیں لکھی ہیں پہلی شرح کچھ دقیق اور مجتہدانہ فارسی زبان میں ہے۔ مصفیٰ فی احادیث الموطا اس کا نام ہے اور دوسری شرح مختصر ہے اس میں صرف فقہاء حنفیہ و شافعیہ کے مذاہب بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے اور کچھ ان ضروری امور کا بھی (جو مشکل تھے شرح غریب سے ضبط کر کے) بیان کیا ہے۔ اس کا نام المسویٰ من احادیث الموطا ہے۔ راقم الحروف (شاہ عبدالعزیز) نے اس شرح کو ان سے ضبط و اتقان سے سنا ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے اس کے علاوہ موطا کے چودہ اور نسخوں اور ان کے مرتبوں کا اپنی تالیف بستان المحدثین میں تفصیل سے ذکر فرمایا ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے مصفیٰ میں تحقیق کی کس نہج کو اختیار کیا ہے اور پھر مؤطا کے اصل نسخے میں کیا اضافے فرمائے ہیں، اس کو خود آپ کے الفاظ میں سنئے۔

مصفیٰ شرح موطا کے مقدمہ میں فرماتے ہیں۔

بالجملہ ملاحظہ ایں امور شوق روایت	خلاصہ یہ کہ موطا کی ان خصوصیات اور
موطا اولاً و شرح آن ثانیاً پیدا کرد	فضائل نے پہلے تو اس کی روایت کا اشتیاق
و در شرح ترتیب و تبویب مسائل	پیدا کیا اور پھر یہ کہ اس کی شرح کروں

فقہیہ برحسب ترتیب کتب فقہ وذکر آیات
متعلقہ بہر باب وشرح غریب وترجمہ
ہر حدیثی وبیان اختلاف فقہا در ہر مسئلہ
بوجود آمدہ وتحدید الفاظ وارده در نصوص
واستخراج علتہ ہر حکمی وتخلص بواسطہ
آں بقواعد کلیہ جامعہ مانعہ وتعقب شافعی
وغیر آں کہ غوامض اسرار اجتہاد است
ذکر کردہ شد ووصل مرسل وماخذ اقوال
صحابہ وتابعین کہ از غوامض علوم محدثین
است نیز ذکر کردہ شد، واگر اہل زمان
بفہم ایں غوامض نرسند وآں را غنیمت
نشمارند گلہ نیست زیرا کہ از غوامض مجتہدین
وغوامض محدثین ہردو معروض ومتغافل اند

چنانچہ میں نے شرح میں اس کے فقہی
مسائل کو کتب فقہ کی ترتیب پر مرتب کیا
اور ہر باب میں اس کے مناسب جو آیات
شریفہ تھیں، ان کا اضافہ کیا، اور غریب
ونامانوس الفاظ کی شرح اور حدیث کا
ترجمہ کیا، اور ہر مسئلے میں فقہار کا جو
اختلاف ہے اس کو بیان کیا۔ میں نے
نصوص میں آئے ہوئے الفاظ کی حدود
اور تعریفیں بیان کیں۔ ہر حکم کی علت
کا جس طرح استخراج کیا گیا ہے، اس کی
کیفیت بیان کی اور اس طرح جیسے جامع
ومانع قواعد تک پہنچا گیا۔ اس کا ذکر
کیا اور امام شافعی کے امام مالک پر جو تعقبات
ہیں انہیں بیان کیا اور دوسری چیزیں
بھی کہ یہ سب اجتہاد کے غوامض اور
پوشیدہ اسرار میں سے ہیں، اور اگر کوئی
مرسل حدیث ہے تو اس کا اتصال ذکر کیا
اسی طرح صحابہ اور تابعین کے اقوال کا ماخذ
(جو کہ محدثین کے پوشیدہ علوم میں سے
ہے) بھی بیان کیا گیا ہے۔ اگر اس دور
کے لوگ ان غوامض کے فہم کو نہ پہنچ سکیں
اور ان کو نعمت خیال نہ کریں تو ان سے کوئی
شکوہ نہیں ہے کیونکہ وہ مجتہدین اور محدثین

دونوں کے پوشیدہ اسرار سے غافل ہیں

ہمارے خیال میں یہ کتاب پہلی بار ۱۲۹۳ھ میں دہلی میں دو جلدوں میں طبع ہوئی۔ جلد اول مطبع فاروقی دہلی میں باہتمام محمد معظم صاحب چھپی۔ اس کے آخر میں یہ عبارت ثبت ہے۔

للہ الحمد من قبل و من بعد کہ جلد اول کتاب مستطاب شرح موطا امام ہمام امام مالک رحمہ اللہ مسمی بہ مصفی از عمدہ تصانیف جناب قدوہ محققین عمدۃ المفسرین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ با تصحیح تمام و تنقیح مالا کلام بتاریخ چہارم ماہ شعبان المعظم ۱۲۹۳ھ علیہ انطباع وصلہ اختتام پوشید۔

جلد دوم مطبع مرتضوی دہلی میں باہتمام حافظ عزیز الدین چھپی اور اس کا سن طباعت بھی ۱۲۹۳ھ ہے جلد ثانی کا کاتب محمد امام الدین صاحب پنجابی ہیں اور قطعۂ تاریخ بھی لکھا ہے۔

اصل عبارت ملاحظہ ہو:۔ قطعہ تاریخ از کاتب جلد ثانی محمد امام الدین صاحب پنجابی۔

مصفی طبع شد شرح موطاء　　　　به ترتیب خوش و دستور زیبا
سردش غیب گفتا از سر لطف　　　　بساعت سعد شد طبع مصفا
　　　　　　　　　　　　　　　　۹۳　　　　۱۲

جلد ثانی کے آخر میں حاشیہ پر طبع مصفی کے اختتام کی تاریخ قاضی طلا محمد خان پشاوری کی طویل فارسی نظم موجود ہے، اسی طرح مسوی کی طبع پر بھی مذکور ناظم کی بہترین نظم لکھی گئی ہے۔

ان دونوں کے کچھ اشعار یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

ای در ہوس فلسفہ سرگشتۂ سودا　　　　گہ در صفت صورت و گہ بحث ہیولی
از حکمت یونان نبری صرفہ طلب کن　　　　خوش حکمت ایمان بخاری و موطا
این شرح مصفی است بسی طرفہ کہ دارد　　　　در حل معانی موطا ید بیضا
شہدی است مصفا عجب امانہ بیاید　　　　.ی بخت موفا بلب این شہد مصفا
در فکرت تاریخ بدم شایق و ساعی　　　　تا وصف مکرر شود و مدح مثنا
گفت خرد نادرہ با غایت احسان　　　　شد طبع مصفا چہ عجب شرح موطا
　　　　　　　　　　　　　　　　۹۳　　　　۱۲

اس کے بعد مسوی شرح موطا کے طباعت کی تاریخ ہے، جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

صبح چو ازل زدود ظلمت سودا　　　　خندۂ کافور ریخت بر سر دنیا

مشک فشاں شد صبا چو نطق محدث | چوں بکشاید زباں بدرس موطا
معدن اصناف علم وکنز معانی | مخزن اسرار دین بنام مسوی
مبتدعی قدر ایں کتاب چہ داند | کور چہ داند رموز طلعت زیبا
چیست مسوی کتاب زاخر فاخر | جامع وکامل ز جملہ عیب مبرا
چیست مسوی بحسن ونظم بلاغت | نام خدا قلزم لآلی لا لا
کلک طلا بر نوشت سال تمامش | چیست مسوی کفیل شرح موطا

اس نسخے میں شاہ صاحبؒ کی موطا کی عربی شرح المسوی بھی مصفی کے ساتھ چھپی تھی۔ مسوی چونکہ مختصر حواشی کی حیثیت رکھتی ہے اس لئے اس کو مصفی کے حاشیہ پر رکھا گیا تھا۔ بعد میں مکتبہ رحیمیہ دہلی والوں نے اس پرانے نسخے کی نقل عمدہ کاغذ اور کتابت کے ساتھ مفتی کفایت اللہ صاحبؒ دہلوی کے ایماء پر مصفی مع مسوی کو شائع کیا تھا۔ یہ دوسرا نسخہ بھی اسی وقت کمیاب ہے۔ احقر راقم کے پاس دونوں نسخے قدیم اور تازہ اپنے ذاتی کتب خانہ میں موجود ہیں۔ نیا نسخہ دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے زمانے میں بطور انعام ملا تھا۔ وللہ الحمد علی ذلک

موطا میں ایک اور خوبی یہ ہے کہ جس مسئلے کے متعلق امام مالک کو کوئی حدیث دستیاب نہیں ہو سکی ہے، وہاں وہ اہل مدینہ کی روش اختیار کرتے ہیں۔ مثلاً وہ یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ "الامر الذی لا اختلاف فیہ ......"

اہل مدینہ کی روش وہ روش مراد ہے جو خلفائے راشدین کے زمانے سے چلی آ رہی تھی۔ ظاہر ہے ایسی روش بذات خود اپنی جگہ ایک سند کی حامل ہے۔ بہر حال ایک محقق کے لئے یہاں دروازہ کھلا رکھا گیا ہے کہ وہ اس مسئلے کے متعلق صحیح حدیث کی تلاش میں اپنی تحقیق جاری رکھے۔

(شاہ ولی اللہ کی تعلیم۔ از پروفیسر جلبانی)